Lesson 2: Ibrahim (Ayaat 18- 34): Day 6 سُوۡرَةُ إبراهیم کی تفسیر

آیت کو شروع کرنے سے پہلے ہم مین تھیم دیکھیں گے۔سب سے پہلے ہم دیکھیں گے کہ باطل ہو جانے والے اعمال کون سے ہیں۔

2۔وہ کیا چیزیں ہیں جو قیامت کے دن ہماری نیکیوں کو مٹا دیں گی۔

3۔کفر کی موجودگی میں کیے ہوئے اعمال کی کیا حیثیت ہے؟

4۔قیامت کے دِن لوگ کس طرح اُن لوگوں کو بُرا بھلا کہیں گے، جن کی باتوں میں آکر اللہ کے راستے کو چھوڑا تھا۔

5۔مومن کیسے نیکیوں کا سرسبز درخت ہوتا ہے۔

6۔اسلام A to z۔اسلام کہاں سے شروع ہوتا ہے اور اسکی معراج کیا ہے؟وہ کونسا کلمہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے کانٹوں والے درخت سے تشبیہ دی ہے؟

7۔قبر کے سوال جواب کیا ہوں گے؟اور کون دین پر ثابت قدم رہے گا؟

8۔اور پھر قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی اور اسوقت لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی؟

اتنا کُچھ ہے آج کے سبق میں کہ ہر بات اپنی جگہ پورا ایک موضوع ہے۔اگر ہم صِرف اسکی ایک آیت یا ایک آیت کے مفہوم پہ بات کریں تو اسکا حق ادا نہیں کر سکتے لیکن ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے کہ ہر بات کا حق ادا کرتے ہوئے اسکی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

سبق شروع کرنے سے پہلے اگر ذہن میں کوئی پچھلی بات ہو تو وہ جہنم کا ذکر تھا۔ سبق کے آخر میں ہم نے دِل کو پگھلا دینے والی جہنم کی آیات پڑھیں تھیں کہ قیامت کے دِن وہ لوگ جن کو دُنیا میں کولڈ ڈِرنکس کی عادت تھی، جو دُنیا میں اپنے آپکو بہت زیادہ عمدہ ماحول میں رکھنے کے عادی تھے اُنکے ساتھ وہاں کیا ہونے والا ہے؟

اَب یہاں سے کافر کے اعمال کا ذکر ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ پچھلے سبق کے آخر میں کافر کا انجام تھا۔ کافر کے دُنیا سے جانے کا وقت کُفر پہ ہو گیا پھر اُسکا انجام کیا تھا۔ اِسکو ہم نے پچھلے سبق میں دیکھا تھا۔ آج ہم دیکھیں گے کہ کُفر کی موجودگی میں کی ہوئی نیکیاں؛ اُنکا قیامت کے دِن کیا مُقام ہو گا؟ اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ فرماتے ہیں؛

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٨﴾

جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے (اور) اسے اڑا لے جائے (اس طرح) جو کام وہ کرتے رہے ان پر ان کو کچھ دسترس نہ ہوگی۔ یہی تو پرلے سرے کی گمراہی ہے۔

كَرَمَادِ راکھ کو بولتے ہیں جس کو انگلش میں "عیش" بھی کہتے ہیں۔ عیش وہ چیز جو ہاتھ نہ آئے۔ اگر آپ لکڑی کو چھوئیں تو کُچھ نہ کُچھ چُبھے گا اور اگر جلتی ہوئی لکڑی کو پکڑیں تو پھر بھی کُچھ نہ کُچھ احساس ہو گا۔ لیکن اگر کہیں پڑی راکھ کو دور سے دیکھیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ دور سے بھرا ہوا لگے جب آپ

اسکو چھوئیں گے تو وہ انگلیوں کے ساتھ چپک جائے۔ اُنکے کُفر کی موجودگی میں کیے گے اعمال کی ایسی راکھ بنادی جائے گی جو جو ہاتھ نہ آئے گی اور پھر اُسکے ساتھ کیا ہو گا؟ آگے دیکھیے اشۡتَدَّتۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ يَوۡمٍ عَاصِفٍ آندھی کے دِن زور کی ہوا چلے۔

تصّور میں لائیے کہ جن لوگوں نے غلط کام کیے اور انکا عقیدہ غلط تھا اور اللہ کے ساتھ تعلق دُرست نہیں تھا لیکن نیکیوں کے نام پہ نیکیاں بھی کیں چیرٹی اور سوشل ورک کیا۔ حقوق العباد کے نام پہ کام کیا، این جی اوز بنایئں، وُومین رائٹ اور لیبر ورک کی بات کی۔ اس طرح آج لوگ آپکو بہت ساری نیکیاں کرتے دکھائی دیں گے تو ایسے لوگوں کی نیکیوں کا حال کیا ہے؟ کسی آندھی والے دِن جو حال راکھ کا ہوتا ہے تصور کریں کہیں راکھ کا ڈھیر تھا اور زور سے ہوا چلی تو وہ سب اس طرح سے بکھرے گی کہ کُچھ ہاتھ بھی نہیں آئے گا۔ اور سب ضائع ہو جائے گا۔ اتنا زبردست انداز ہے انسان کے شعور کو ہلا دینے والا جو انسان کو نیکیاں کرنے کے شوق سے زیادہ اپنے عقیدے کی اصلاح کی فکر لگا دیتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج ہم مُسلمانوں میں بھی زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کا شوق تو ہے۔ خاص طور پر خاص موقعوں پر خاص نیکیاں کرنے کا مثلاً شب ِبرات، شبِ معراج، ربیع الاوّل اور رمضان وغیرہ میں؛ ہم مختلف مواقع پر مختلف نیکیاں کرنا چاہتے ہیں لیکن جس چیز کا شوق کم ہو گیا یا ناپید ہو گیا، وہ علِم سیکھنے کا شوق کم ہو گیا ہے، حالانکہ کُفر کی موجودگی صرف کافر میں نہیں ہوتی۔ سورت یوسف میں ہم پڑھ چکے ہیں؛

وَمَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾ اور یہ اکثر خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں ﴿۱۰۶﴾ تو گویا کہ یہاں کافر سے مُراد وہ کافر نہیں جس کو میں اور آپ ڈِس

بیلیور کہتے ہیں جس کو ہم غیر مسلم، کافر یا فاجر کہتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد ہر وہ بندہ جو رب کو کسی درجے پر نہیں مانتا۔ اس سے وہ بھی مراد ہے جو نہیں مانتا اور اس سے مراد وہ بھی ہو سکتا ہے جو رب کو تو مانتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ رب کو حساب لینے والا نہیں مانتا۔ اور اس سے پھر ہلکے سے ہلکے درجے کرتے جائیں اس سے بے نمازی بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کُفر کی مختلف اقسام ہیں۔

آپکو پیچھے بھی بتایا تھا کہ کُفر کے کئی رنگ ہیں جیسے سفید سے بلیک آنے تک بیچ میں کتنے شیڈز آتے ہیں۔ کُفر ایک طرح سے حقیقی ہوتا ہے جو زبان سے بھی بولتا ہے، آنکھوں سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک وہ کُفر ہوتا ہے کہ آپ زبان سے نہیں بھی سمجھ پاتے لیکن اُسکے اندر کئی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ لہذا ایسی چیزیں جس کے اندر انسان اللہ تعالیٰ کی کوئی اتنی بڑی نافرمانی کر بیٹھے کہ ایمان سے کُفر کی سیڑھی پہ چلا جائے۔ جیسے کبائر کا عادی یا گناہِ کبیرہ کا عادی کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ کُفر کی موجودگی میں انسان کی کی ہوئی نیکیاں بھی قبول نہیں ہوتیں آپ سوچیں گے کیوں؟

میں آپکو ایک چھوٹی سی مثال سے سمجھا دیتی ہوں کہ کوئی بچہ سکول یا کسی میڈیکل کالج میں داخلہ نہ لے کہ پھر پابندیاں بہت لگیں گی۔ کہ وقت پہ آنا اور جانا اور اسکے علاوہ جو بھی انسٹیٹیوٹ میں ہوتا ہے۔ تو پھر میں کیا کروں؟ کہ جو دُوسرے سٹوڈنٹ پیپر حل کرتے ہیں میں وہ اپنے گھر میں کرتا ہوں۔ پیپر اچھی طرح حل کرے اور بعد میں سکول والوں کو بھیج دے کہ میں آپ کا سٹوڈنٹ تو نہیں بن سکتا لیکن تم میرا یہ پیپر چیک کر لو۔ تو کیا کوئی اسے اس پیپر کی بُنیاد پہ ڈاکٹر بنا دے گا۔ وہ کہیں گے کہ آپکا تو نام ہی ہماری لسٹوں میں نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی دین کے اداروں میں ہو تو کوئی ایک لفظ کے سائن نہیں کرتا۔ اگر کوئی ہدایت کی طلب میں بیٹھ گیا۔ نہیں لکھنا چاہتا نہ لکھے، نہیں پڑھنا چاہتا نہ پڑھے، نہیں

سُنانا چاہتا نہ سُنائے کیونکہ یہ تو آخرت کا معاملہ ہے۔ لیکن آپ نے کبھی کسی سکول میڈیکل کالج یا کسی انسٹیٹیوٹ میں صِرف سُننے کے لیے جاتے دیکھا کوئی اجازت دیتا ہے آپ کسی یونیورسٹی میں چلے جائیں کہ میں داخلہ نہیں لینا چاہتا بس آپکے ساتھ ایسے ہی بیٹھنا چاہتا ہوں کہ آپ کیسے لگتے ہیں۔ کبھی بھی کوئی اجازت نہیں دے گا۔

جس طرح دُنیا میں کوئی ڈگری لینے سے پہلے لسٹ میں آپکا نام آنا ضروری ہے۔ انسٹیٹیوٹ کے کھاتوں میں آپکا نام آنا ضروری ہے، اسی طرح آخرت اللہ کی ہے۔ قیامت کے بعد کی پوری زندگی کا کنٹرول اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دُنیا میں بھی ہے۔ آخرت میں اُسی بندے کو کُچھ ملے گا جس نے ایمان کے رجسٹر میں سائن کیے ہوں گے۔ دیکھیے ایمان نام ہی زبان کے اقرار اور عمل بِالجوارِح ہے۔

ایمان تین چیزوں سے پورا ہوتا ہے۔ دِل سے اللہ کی بڑائی مانیں پھر زبان سے شہادت دینا "اَشۡہَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"۔ بچپن میں ہمارے کانوں میں اذان دی جاتی تھی۔ ایمان تین چیزوں سے مل کے بنتا ہے پہلے دِل میں اللہ کی بڑائی کا احساس ہوتا ہے پھر زبان سے اقرار کیا جاتا ہے اور پھر ساری زندگی اعمال کر کر کے بتایا جاتا ہے کہ ہم مُسلم ہیں۔

ابلیس نے بھی تو یہ ہی کیا تھا دل سے کہتا تھا ربّی ربّی جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ پھر وہ کافروں میں سے کیوں ہوا سورہ حجر میں ابلیس کے متعلق تفصیل سے ذکر موجود ہے ابلیس اللہ کو رب مانتا تھا لیکن اُسنے اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کیا تھا۔ تو ایمان کسی بے سوچے سمجھے چیز کا نام نہیں خاص طور پر وہ کام جو لوگوں نے لوگوں میں بڑا بننے کے لیے کیا۔ ریاکاری، دکھاوا سب کُچھ اس میں آتا ہے۔ ہر وہ کام جو اوروں کے لیے ہو اور اللہ کے لیے نہ ہو، اللہ قبول نہیں کرے گا۔ آپ ذرا اسکو ریاکاری کے

اینگل سے بھی سمجھ لیجیے کوئی شخص کسی دعوت میں آیا اور اُسکے ہاتھ میں آپ نے گفٹ دیکھا اور آپ اسکو دیکھ کے کہیں کہ اس کی کیا ضرورت تھی۔ آپ سمجھیں کہ شائد وہ آپکے لیے لایا ہے۔ اُس نے کہا نہیں نہیں بس میں لے آیا۔ بعد میں جو اُسکے ساتھ دوسرا شخص تھا وہ آپکو بتائے کہ اصل میں وہ گفٹ آپکے لیے تو نہیں لائے تھے، وہ تو آپ نے کہہ دیا تو اُس نے مروّت میں دے دیا۔ تو کیا آپ اُس گفٹ کو رکھیں گے۔ آپ کہیں گے کہ مس انڈر سٹیڈنگ ہو گئی۔ جب میں اور آپ کسی دوسرے کے گفٹ کو اپنے لیے قبول نہیں کریں گے تو کیا اللہ وہ نیکیاں قبول کرے گا جو اُسکے لیے کی ہی نہیں۔ وہ تو لوگوں کے لیے تھیں۔ لوگوں میں بڑا بننے کے لیے اور کہہ دیا کہ اللہ کل اجر دے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھیں کہ کسی عمل کی قبولیت کے لیے دو شرطیں ہیں اخلاص، جسے آپ کہیں گے کہ صرف اللہ کے لیے اور دوسرا اُسوہِ حسنہ یعنی نبی ﷺ کی سیرتِ مُبارکہ کے مطابق۔ قیامت کے دِن ہماری ہر نیکی کو نبی ﷺ کی نیکی سے میچ کیا جائے گا۔ جیسے کہ جب کسی کو کسی دوسرے ملک سے آرڈر آتا ہے تو سیمپل بھیجتے ہیں۔ سیمپل دیکھنے میں بہت اچھا لگتا ہے تو جب وہ چیز سیلر کے پاس پہنچتی ہے تو وہ سیمپل سے میچ کرتے ہیں۔ اگر تو وہ چیز سیمپل جیسی ہے تو وہ سو دفعہ لے لیں گے اور ذرا برابر بھی فرق ہے تو وہ نہیں لیں گے، کیونکہ وہ اُنکے آرڈر کے مطابق نہیں ہے قیامت والے دِن وہاں بڑے بڑے ڈیٹیکٹر لگے ہونگے۔ اگرچہ کوئی چیز کتنا رواج پا جائے اور لوگ اُسکو صدیوں سے کرتے آ رہے ہوں اگرچہ اُسکے ساتھ فضائل کی کتنی بڑی لِسٹ کیوں نہ لگی ہو، اگر وہ نبی ﷺ نے نہیں کی اور اسکا حکم نہیں تو قیامت کے دن كَرَمَادِ ٱشْتَدَّتْ بِهِ ٱلرِّيحُ لفظ اشْتَدَّتْ میں سختی پائی جا رہی ہے۔ اس کا روٹ ہے ش، د، د، عربی زبان کا اصول ہے کہ جس میں زائد الفظ پائے جائیں، اُس میں شدت پائی جاتی ہے۔ تو گویا کہ

قیامت کے دن کافر کی نیکیاں اسکے منہ پہ ماردی جائیں گی، رکھو اپنی نیکیاں اپنے پاس۔ تونے مجھے توما نا ہی نہیں۔

آج اس سبق میں بہت سارے لوگوں کو اس سوال کا جواب مل جانا چاہیے جو بڑے تپاک سے نان مسلم کے بارے فکرمند ہیں کہ فلاں جنت میں جائے گا کہ نہیں۔ وہ تو پریسی کے مریضوں کے لیے اتنا کچھ کر گئے، وہ تو سوشل ورک بہت کر گئے۔ ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت نہیں اللہ کے بندے اللہ کی جنت بس۔ ہمیں تو یہ فکر ہونی چاہیے کہ ہمارے عمل قبول ہوں گے کہ نہیں اور یہ قرآن پاک کا واحد مقام نہیں ہے بلکہ بہت سارے مقام پہ یہ بات کہی ہے جیسا کہ سورہِ کہف میں ہے اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ مثلاً جب آپ کوئی چیز خریدتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ سٹیمپ ہے کہ نہیں، اصلی ہے یا نقلی۔ اسی طرح قیامت کے دن انسان کے ہر معاملے کی سٹیمپ دیکھی جائے گی اور اگر سٹیمپ نہیں تو یہ ریجیکٹڈ۔ اللہ کا اسٹینڈرڈ بہت خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پہ پورا اُترنے والا بنائے۔ آمین

اسی طرح سورہ فُرقان میں بھی آپ پڑھیں گے ایسے لوگوں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ کیا کر دے گا؟ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا سورہِ نور میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس عمل کو سراب سے تشبیہ دی ہے۔ سراب کیا ہے؟ جو دور سے ایسے دِکھتا ہے جیسے پانی ہے لیکن حقیقت میں وہ پانی نہیں ہے۔ اسی طرح سورہِ فُرقان میں ہے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہوا میں بکھرا۔ ہر انسان اپنی ذہنی سطح کے مطابق نیکی کا ایک تصوّر رکھتا ہے۔ نیکی ہر انسان کی روح کی پُکار ہے۔ آیتِ بِرّ یاد ہے۔ اس میں ہم نے سیکھا تھا کہ بد سے بد انسان بھی کچھ نیکی

کرنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی طوائف ہے، جسم فروشی کرتی ہے تو کیا وہ نیکی نہیں کرتی۔ وہ بھی کہیں محرم میں جا کے سبیلیں لگوا دیتی ہیں۔ وہ بھی کہتی ہیں چلو پیسے ملے اگلے کو خوش کر دیں۔ اگر کوئی چوری کرتا ہے ڈاکہ ڈالتا ہے تو بھی سب کُچھ اپنے اصل مالک کے ہاتھ پہ رکھ دیتے ہیں کہ ہم نے خیانت نہیں کرنی۔ کئی چوروں کے بارے آپ نے سُنا ہو گا کہ وہ اپنے محلے میں چوری نہیں کرتا۔ تو نیکی ہر بندے کی روح میں گھسی ہوئی ہے لیکن اصل نیکی کیا یہ اللہ اور اُسکے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھنا پڑے گا۔ اور اسی پہ ہی سارے دین کی بُنیاد ہے۔

اصل میں یہ ان آیتوں اور اس سے اگلی آیتوں کی تمہید ہے جو ابھی ہم پڑھنے والے ہیں۔ تو جب انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے تو اسکی نیکی کا تصور بھی مسخ ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ اور اسکے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نیکی کرتے ہیں تو بہت ایزی اور سمجھ آنے والی نیکی ہوتی ہے، لیکن جب انسان نیکی کے نام پہ بڑے عجیب کام کرے دھمال ڈالنا اور قبروں پہ کھانے کھلانا اور بھنگ پینا۔ آپ جا کر پوچھیں وہ کہیں گے کہ یہ نیکی کے کام ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ۔۔ (اس طرح) جو کام وہ کرتے رہے ان پر ان کو کچھ دسترس نہ ہو گی۔ یہی تو پرلے سرے کی گمراہی ہے۔۔

ایسا انسان نافرمانیاں کر کے اللہ سے دور ہو گا اور اتنی دور بھٹکے گا کہ وہاں سے واپس آنے کا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔ وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ دُنیا میں کتنی شہرت کمائی، کتنے ریکارڈ قائم کیے، ورلڈ بُک میں نام آ گیا۔ دُنیا یاد رکھے گی۔ قیامت آنے سے پہلے یہ سب راکھ ہو گا۔ ایسا شخص قیامت کے میدان میں اپنی نیکیاں دیکھے گا اور بھاگنا شروع کر دے گا۔ ہانپتا جائے گا، جتنا دور جائے گا نیکی اس سے بھی زیادہ دور

بھاگے گی اور جب ایسے تھک کے گر پڑے گا تو اوپر سے اللہ کو حساب کرنے والا پائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ باطل اعمال سے بچائے۔ آمین

ایک اور طریقہ بھی ہے جس سے انسان کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں کہ پہلے اچھے کام کرنا اور پھر خود ہی کسی وجہ سے اسکو ضائع کر دینا۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ حلوا پکا کے اُوپر راکھ ڈال دینا۔ کُچھ لوگ کسی کی خاطر تواضع بہت کرتے ہیں یا جو بھی ہمارے کلچر کی چیزیں ہیں بعد میں باتیں سُناتے ہیں کہ تھک گے تھے، اتنے بچوں کو لے آئے۔ یعنی کُچھ ایسی باتیں جاتے جاتے کر دیتے ہیں کہ بہنیں اپنے بھائیوں کے گھروں سے ناراض ہو کے جاتی ہیں۔ کہتی ہیں دیکھو ایک مہینہ ہمیں رکھا اور بعد میں ایسی ایسی باتیں کہ دِل ہی خراب ہو گیا۔ اسی طرح یاد رکھیں کہ آج میں اور آپ اللہ کی توفیق سے کوئی نیکی کرتے ہیں تو اسکو کل سنبھال کے رکھیں۔ ایک جُملہ بولوں گی بڑے شعور سے لکھیۓ گا کہ نیکی کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن نیکیوں کو سنبھالنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگا کریں اللہ مُجھ سے نیکیاں سنبھلیں۔ یہ تو ایسے ہو گیا کہ ایک پھول لگائیں پھر اندر کر دیں پھر لگائیں پھر اندر کر دیں ایسا شخص کبھی بھی نیکیوں کے باغ میں طرح طرح کے پھول نہیں دیکھ سکتا۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿ۙ۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۲۰﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئ مخلوق پیدا کر دے ﴿۱۹﴾ اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں ﴿۲۰﴾

یہ دو آیتیں ہم سب کو بہت کُچھ سیکھنے کا موقعہ دے رہی ہیں۔

پہلی بات کائنات کی تشکیل حق کی بنیاد پہ ہوئی۔ قیامت کے میدان میں وزن صرف حق کا ہو گا۔ پیچھے پڑھ چکے ہیں وَالوَزنُ یَومَئِذِنِ الحَقّ حق کیا ہے؟ "مقصد"۔ کائنات کس بنیاد پر قائم ہوئی، ٹھوس بنیاد پر۔ وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُون کائنات کا حق کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ مقصد کیا تھا، کس سوچ کے ساتھ کائنات پیدا کی گئی تَبٰرَكَ الَّذِی بِیَدِہِ الْمُلْكُ الَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ وہ تم میں سے دیکھے کون اچھے کام کرے گا۔ یہ ہے حق۔

ہم سب انڈر انویسٹی گیشن ہیں۔ ہم سب بہت بڑے بڑے کیمروں کی زد میں ہیں۔ اور ہمیں اس کی فکر لگ جانی چاہیے کہ اللہ کے کیمروں میں ہم کیسے آتے ہیں؟

اور آیت کا آغاز دیکھیں اَلَمۡ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ یہاں دیکھنا سے مُراد غور کرنا ہے، اندر سے دیکھو۔ نبیؐ کو سُنا کے ہم سب کو سُنایا گیا اور یہاں رویتِ قلبی مُراد ہے۔ آنکھوں سے تو کچھ چیزیں نظر آتی ہیں لیکن بہت ساری چیزوں کو دیکھنے کے لیے دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو بِالۡحَقِّ ؕ سے مراد ہے ہر چیز جس مقصد کے لیے بنی ہے اُسی کے لیے ہو۔ کوئی انسان اللہ کی مجبوری نہیں ہے۔ یاد رکھیے اگر ہم کائنات میں آنے کا مقصد نہیں پورا کریں گے تو اللہ کہتا ہے یُذۡهِبۡكُمۡ تمہیں لے جاؤں گا کتنے دن مزہ کرو گے۔ میں اس دنیا سے تم کو اٹھا کے لے جاؤں گا وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۙ اور ایک نئی مخلوق لاؤں گا۔ اگر ہم دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کی باتیں نہیں مانیں گے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ کوئی اس کو پوچھ نہیں سکتا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم فکر کریں۔

پیچھے ہم نے دیکھا کہ کفار کے اعمال راکھ بن کے ہوا میں اُڑتے ہوئے دِکھ رہے ہیں۔

جن کو جمع کرنا ممکن ہی نہیں۔ اب یہاں مثالیں دی جارہی ہیں کہ اگر تمہاری زندگی میں زندگی گزارنے کا مقصد واضح نہیں ہے، تو تمہارا حال آج دنیا میں بھی وہی ہے جو قیامت کے دن جو ہو گا۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں آنے کا مقصد ہی نہیں سمجھا وہ کیا کر رہے ہیں، کہتے ہیں جیو اور جینے دو، مزے کرو جو کمایا برے کاموں میں خرچ کر دو۔ قرضوں میں جیو قرضوں میں مر جاؤ۔ آپ لوگوں کا آج کا لائف سٹائل دیکھیں تو اس میں اور اعمال کے راکھ بننے میں مماثلت دِکھ رہی ہے۔۔ کافر ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے۔ پیچھے کی بات یاد کر لیں۔ اَالَّذِینَ اٰمَنُو تطمَئِنَّ قُلُوبُ۔ اس کو سکون کیوں نہیں ملتا ۔وہ سکون کی تلاش میں کنسرٹ میں گیا۔ اُونچی آواز سے میوزک سنا، شراب کے نشے میں بے ہوش ہوا۔ جو نہی نشہ اترا اور اس محفل سے نکلا، دوبارہ اور ڈپریشن میں چلا گیا۔ تو جو دنیا میں اس نے اپنا لائف سٹائل بنایا تھا قیامت کے دن اس کے ساتھ وہاں جا کے بالکل یہی حال ہو گا۔

اگر آپ کو اور مجھے اللہ نے زندگی کا ایک مقصد سمجھا دیا ہے تو اسکی قدر کریں اس پہ شکر کریں۔ اس کو پھر اگر دنیا کی رونقوں میلوں میں ختم کر دیا، تو یاد رکھئے قیامت کے دن ہاتھ تو کیا ہم اپنے پورے پورے بازوں کو چبا جائیں گے اور ہماری حسرت ختم نہیں ہو گی۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو لے جائے۔ تم غلط کام کر کے جو جی رہے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا حِلم ہے۔ اس کا صبُور ہونا ہے۔ تم اسکی مجبوری نہیں ہو یہ تمہیں کہیں بھی پھینکے۔ تم جو پیدا ہو گے ہو تو کیا اب اللہ کی مجبوری ہو گی ہے کہ وہ تمہیں ضرور زندہ رکھے۔ نہیں اس پہ یہ سب آسان ہے۔ وَمَاذٰلِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیز یعنی یہ بات اللہ پر غالب نہیں ہے مطلب یہ کہ اللہ پر آسان ہے۔

تو ساری بات کا خلاصہ کیا ہے کہ ہم سب اس دنیا میں آنے کا مقصد سمجھیں۔

جس کام کے لیے اس نے پیدا کیا اس کام میں لگ جاؤ۔ لیکن انسان کا حال کیا ہے کہ وہ ان باتوں کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کے پیچھے کھو جاتا ہے۔ آج اگر ہم صرف اپنا حساب لے کے دیکھ لیں دوسروں کو تو چھوڑ دیں ہمیں دوسروں کے حساب سے ملنا بھی کیا ہے۔ فیل ہوں، پاس ہوں لیکن ہمیں تو اپنی بہت فکر ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم دین پڑھ کر بہت احسان کر رہے ہیں دین پر بھی اور دین والوں پر اور اپنے گھر والوں پر بھی اور ہم بہت نیک ہو گے ہیں۔ لیکن ہمارا دین ہمارے معاملات میں دِکھتا ہے۔ جتنی نعمتیں ہم اللہ سے لیتے ہیں، روز اسکا اگر حق ادا کرنے پہ آجائیں تو ہمارے سر سجدوں سے نہ اُٹھیں۔ دنیا میں کسی کو بڑا کام کرتا دیکھیں تو ہم کہتے ہیں اگر یہ نہ ہو گا تو کام نہیں ہو گا۔ ماں گھر میں نہ ہو تو تھوڑی دیر بعد گھر کا نقشہ بدلا ہوتا ہے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ بڑے بڑے لوگ دنیا میں آئے اور آکے چلے گے۔ نہ سورج رُکا نہ چاند کی روشنی کم ہوئی۔ نبی آئے چلے گے۔ جو یہاں کچھ کر کے گیا اس کو خود ہی فائدہ ہو گا۔ اللہ کہتا ہے تم مجھے نخرے نہ دکھاؤ۔ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ تم جتنی کرتے رہتے ہو جاؤ بھاگ جاؤ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۙ اسکی بڑی مخلوق ہے۔ ایک لمحے میں تمہیں مٹا کر دوسروں کو لا سکتا ہے۔

یہ تو انسانی باتیں ہیں لیکن اگر آپ اس کو ایک نظام سے سمجھیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی صورت میں ایک نظام دیا۔ ہم نے اس کی قدر نہ کی، اللہ نے ہمیں ہٹا کر دنیا کی بھاگ دوڑ دوسروں کے ہاتھ میں دے دی۔ جو کفر کی موجودگی میں کامیاب ہے، حالانکہ کفر کے ساتھ کبھی کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ انہوں نے کفر کی موجودگی میں اپنے ملکوں میں اسلام کا نظام نافذ کیا ہوا ہے۔ اسلام کا نظام عدل، جسٹس لوگوں کے حقوق پورے کرو، ظلم نہ کرو۔ تو کفر کے ساتھ وہ پنپ رہے ہیں اور اسلام کے ساتھ

ہم دھکے کھا رہے ہیں۔ پانچ منٹ آپ خبریں سن لیں صرف اپنے مسلمان ملکوں کی تو آپکو اپنی اصل سمجھ آجائے گی۔ لاشوں کے ڈھیر، گولیوں کی بوچھاڑ اور پولیس مقابلے۔ " لاحول ولاقوۃ إلا باللہ العلي العظیم" ایسے لگتا ہے کہ ہمیں یہ خبریں سنا کے کوئی ہم سے دشمنی لے رہا ہے۔ ہمارے منہ پہ تھپڑ مار رہا ہے کہ دیکھو تم نے یہ بھی کیا ہے، یہ بھی کیا ہے۔ بڑی حکومتیں جن باتوں کو چھپاتی ہیں، ہم کھول کے بیان کرتے ہیں۔ ناروے میں آپ ٹی وی دیکھیں، آپ کو کسی قتل کی خبر نہیں ملے گی۔ وہ اپنی کوئی بُری خبر میڈیا پہ نہیں دیتے۔ برائی سے زیادہ برائی کا چرچہ ہوتا ہے۔

سورۃ نور میں ہم پڑھیں گے کہ کچھ لوگوں کا تو یہ پلین ہے کے ایمان والوں میں فحاشی عام ہو جائے۔ کبھی آپ کو اور مجھے کسی برائی کا پتہ چلے کسی فرد، کسی جماعت، کسی کی شخصیت، کسی سیاست دان کی، خدا کے لیے اپنے منہ کو سی دیں اور ایک لفظ نہ اس پہ بولیں۔ نہیں تو آپ کا اس میں حصہ پڑ جائے گا۔ اگر آپ قرآن پڑھنے والے ہیں تو اب آپ کا کردار بولنا چاہیے۔ کوئی آپ سے بات بھی کرنے لگے تو آپ کانوں کو قرآن کے نور سے روشن کر لیں۔ ورنہ آپکی زندگی میں فتنوں کی اتنی آندھیاں چلیں گی کہ یہ قرآن بھی آپ کو نہیں سنبھال سکے گا۔ تو جس نعمت کی انسان قدر نہیں کرتا تو اس کو اللہ دوسروں کو دے دیتا ہے۔ آج بھی ہماری چھوڑی ہوئی کتابوں کو غیر مسلموں نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ آپ آج بھی جا کے دیکھیں غیر مسلم لائبریریوں میں مسلمانوں کا وہ ورثہ اور وہ کتابیں جو ایک وقت میں ہماری تھیں اور ان کی جگہ موجود ہیں۔ اُنہوں نے ان کی حفاظت کے لیے خاص روم ٹمپریچر رکھے ہوئے ہیں۔ ہم نے پرانی کتابوں کی حفاظت نہیں کی اللہ نے اُن سے کروالی، اللہ اکبر۔ برٹش لائبریری میں آج بھی قرآنِ پاک کے پرانے نسخے آپکو مل جائیں گے۔ برطانیہ کے ایک اخبار

میں خبر چھپی تھی اُسکاٹاپک تھا"A leaf from Quran"۔اُسکا خلاصہ یہ تھا کہ برطانیہ کو فلاحی ریاست بنانے والے کا بیان،، کہتا ہے کہ میں نے یہ آئیڈیا عمرِ فاروق سے لیا۔ان ملکوں میں جو سوشل ہیلپ ملتی ہے یہ حضرت عمرؓ کا آئیڈیا تھا۔ آج مسلمان یہ آئیڈیا نہ لے سکا۔ آج ہم نے ان کتابوں سے فیض نہ لیا۔اللہ نے تو ان کی نیکیاں ضائع نہیں کرنی۔ میں نہیں یوز کروں گی تو کوئی اور کرلے گا اللہ اکبر۔ ایک شوشہ اٹھا تھا کہ قرآن نبیؐ نے لکھا ہے۔ آج کی صدی سے تو اَلحمدُللہ یہ مسئلہ ختم ہو گیا۔ اس بات کی تصدیق کہ قرآن محمدؐ نے نہیں لکھا،ایک غیر مسلم نے کی تھی۔وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن کو بھی پڑھا اور حدیث کو بھی پڑھا۔دونوں کی زبان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔اس نے اپنے دور میں اس بات پہ اسٹینڈ لیا تھا کہ قرآن محمدؐ نے نہیں لکھا،کیوں کہ اس کی سپیچ حدیث سے بہت فرق ہے۔

مجھے ڈکشنری کا نام یاد نہیں لیکن غیر مسلموں نے ایک ڈکشنری میں احادیث کا انڈکس بنایا ہوا ہے۔نماز پہ کون سی حدیث ہے، آپ کھولیں آپکو مل جائے گی۔ہم کہاں اتنی ریسرچ کرنے والے بنتے۔ہمیں تو ابھی کپڑوں کی جیولری کی ریسرچ کرنی ہے۔زندگی کا مقصد کتنا چھوٹا ہو گیا۔وہ کہتا ہے نبیؐ نے کتنی ایسی چیزیں بیان کیں جو اُنہوں نے اپنی زندگی میں دیکھیں بھی نہیں۔ قرآن میں سمندر کا اتنا ذکر ہے جبکہ نبیؐ نے اپنی پوری زندگی میں سمندر نہیں دیکھا تھا۔تو دعا کیجیۓ کہ ہم اس ورثے کی حفاظت کریں۔ آمین۔نہیں تو اللہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ آج بھی آپ دیکھیں کہ نان مسلم آگے آرہے ہیں اور مسلمان دن بہ دن پیچھے جارہے ہیں۔

اب کچھ قیامت کی جھلکیاں۔ہم سب کو میدانِ محشر میں لے کے جایا جارہا ہے۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾

اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ضعیف (العقل متبع اپنے رؤسائے) متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے۔ کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ اب ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے۔ کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لیے نہیں ہے

اور وہ سب کھڑے ہوں گے اللہ کے سامنے آج دنیا میں اللہ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ یہ جو نماز کا قیام ہے یہ قیامت کے دن کھڑا ہونے کی پریکٹس ہے۔ اور یہاں ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے بَرَزُو، اگر آپ اسکو لفظی ترجمہ لکھیں تو کیا لکھیں گے کہ وہ کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ ہم کہہ رہے ہیں " کھڑے ہونگے "۔ تو عربی کا یہ اصول ہے کہ مستقبل میں ہونے والی بات کو ماضی میں کریں تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اسکو ایک انگلش کی مثال میں آپ سمجھ سکتے ہیں دو لوگ سودا لے رہے ہوتے ہیں، دے رہے ہوتے ہیں، وہ کہتا ہے میں نے پچاس کا دینا ہے وہ کہتا میں نے چالیس کا لینا ہے۔ وہ چالیس پہ پچاس پہ بحث کر رہے ہوتے ہیں اس کے بعد کیا ہوتا ہے کہ آخر وہ بولتا ہے گاہک اوکے ڈن فورٹی فائیو پہ راضی ہوں۔ ڈن یعنی سودا پکا ہو گیا، اب تم اس میں کچھ نہ بولنا۔ یہ ڈن جو ہے یہی بَرَزُو ہے۔ کہ یہ بات اب ہو گئی ہے۔ تو اللہ کہتے ہیں ایسے بیان کیا جا رہا ہے جیسے یہ معاملہ ہو گیا لیکن کب ہو گا، قبروں سے نکلتے وقت فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا تو کہیں گے کمزور لوگ مُتَکَبِّرِین سے ؟

إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ہم تو تمہاری پیروی کرتے تھے۔فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۚ تو کیا آپ اللہ کے عذاب میں سے ہمارے لیے کچھ کمی کر سکتے ہیں؟اب متکبرین کا جواب سنیں؟قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ اب وہ بولیں گے اگر اللہ ہمیں دے دیتا ہدایت تو ہم بھی تمہیں دے دیتے مطلب یہ کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔کہ ہمیں تو خود ہی ہدایت نہیں تھی ہم تمہیں کہاں سے دیتے آج تو ایک بات ہے؟سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ آپ ہمارے حق میں برابر ہیں خواہ ہم جزاء و فزا کریں یا صبر کریں۔

اب یہاں اس آیت میں دیکھیں یہ الضُّعَفَاءُ کون ہے اور اسْتَكْبَرُوا کون ہے؟الضُّعَفَاءُ کا لفظ ضعیف کی جمع ہے۔اس سے مراد جسمانی ضعیف یا عمر کے بوڑھے نہیں بلکہ ضعیف کے لفظ میں یہاں علم، حیثیت ، مرتبے میں کمزور لوگ ہیں۔ عقل میں کمی۔ بعض لوگ دینی اعتبار سے ضعیف ہوتے ہیں۔تو آنکھیں بند کر کے دینداروں کے پیچھے چلتے ہیں۔جو وہ حلال کو حرام کر دیں کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ان پڑھ قسم کے لوگ جنہوں نے نماز بھی نہ پڑھنے والوں کو اپنا پیر بنایا ہوتا ہے۔طہارت سے دور لوگوں کو اپنا بزرگ اور اپنا شیخ بنایا ہوا ہے۔اگر پوچھو کہ انکا ستر کیوں کھُلا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنی کوئی ہوش نہیں۔بڑے یہ سب کرتے تھے تو بہو، بیٹیوں نے بھی شروع کر دیا۔اپنی عقل استعمال نہ کریں اور آنکھیں بند کر کے بڑوں کے پیچھے لگیں ایک تو یہاں الضُّعَفَاءُ سے مراد ہے۔اور اسْتَكْبَرُوا سے بھی آپ سمجھ گے دوسرے لوگ جو۔بڑے بنتے تھے۔اسی طرح یہاں سے لضُّعَفَاءُ سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جن کو ہم "عوام" کہتے ہیں۔اور اسْتَكْبَرُوا سے مراد پھر "حکمران" ہیں۔بُرے حکمران، جو اللہ کے نظام کے خلاف دوسرے نظام بناتے ہیں۔

قیامت کے دن بہت ساری بحثیں ہونی ہیں۔اس دن جو لوگ دین کے معاملوں میں یا دنیا کے معاملوں میں کسی کے سامنے آنکھیں بند کر کے چلے ہوں گے،وہ وہاں افسوس اور حسرت کر رہے ہوں گے، کہ کاش ہم آنکھیں بند کر کے تمہارے پیچھے نہ چلے ہوتے۔کاش جو دنیا میں ہم نے کیا تھا اس کی دلیل ڈھونڈتے۔لیکن بات قرآن اور سنت کی ہے اور ایسے لوگ جو ان بڑوں کے پاس جا کے اپنی باتیں پوری کراتے تھے، قبروں پہ جا جا کے ماتھے ٹیکتے تھے، اب قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کے لیے کہیں گے کہ چلو ذرا ہماری سزا میں کمی کرا دو۔تو وہ کہیں گے اللہ کے بندو ہم تو خود گمراہ تھے تمہیں کیسے ہدایت دیتے۔

یہاں سے پتہ چلتا ہے کئی ایسے لوگ جن کو لوگ فالو کر رہے ہوتے ہیں ان کی ہدایت کی دعا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔قیامت کے دن کے منظر سب کے آنکھوں کے سامنے آنے والے ہیں اس لیے آج ہم اسکے اُوپر تھوڑی سی فکر کر لیں تو کل قیامت کی رسوائی سے بچیں گے۔یعنی تم جو کہتے تھے کہ دنیا میں تم ہمارے پلو تھام لو ہم تمہیں بچا لیں گے، ہم دستگیر، مشکل کشا۔تو کیا آج تم ہماری کچھ مدد کرتے ہو۔تو وہ کہیں گے ہم کیسے کر سکتے ہیں لَوۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ اس جملے میں بھی دیکھیں کتنا تکبر ہے کہ اپنے ہدایت پہ نہ ہونے کا ذمہ بھی اللہ کو دے رہے ہیں۔یہ کہنے کی بجائے کہ ہاں اللہ نے تو ہدایت کی آفر کی ہم نے لی نہیں۔کیونکہ وہی بات یَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ہدایت اس کو ملتی ہے جو رجوع کرتا ہے۔تو رجوع ادھر کوئی نہیں تھا اور الزام اللہ پر لگا رہے ہیں کہ اللہ نے ہدایت کی توفیق نہیں دی۔جہنم میں پہنچنے کے بعد اللہ ان کی حسرت کو ہمارے سامنے لا رہا ہے جب لوگ جہنم میں پہنچیں گے تو جہنم کی انتظامیہ کو دیکھ کر یہ سب کچھ کریں گے، جو اب ہم یہاں کر رہے ہیں۔جہنم کے داروغہ مالک کو پکاریں

گے کہ اپنے رب سے کہہ ہمیں موت دے دے، ہمیں سرے سے ختم کر دے۔ ہم جنت نہیں مانگتے ۔ہمیں ایک دفعہ جہنم سے بچالے، لیکن وہاں تو آتا ہے کہ بس ایک دن ہمارا عذاب ختم کر دے ہمیں سونا ہے۔ ایک دن کی بریک دے دو۔

لیکن وہ پکار کے کہیں گے، آج تم پکارو نہ پکارو تمہاری پکار کا کوئی جواب نہیں ہے۔ جو لوگ بندوں کو راضی کرنے کے لیے رب کو ناراض کرتے ہیں، بلآخر رب تو ناراض ہو ہی گیا لیکن بندے بھی ان سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کسی کو آپ اللہ کے لیے خوش کریں پھر دیکھیں اللہ آپ سے کتنا خوش ہوتا ہے۔ اور بندہ کتنا خوش ہوتا ہے۔ سالہا سال ان کی خدمت کرتے ہیں اور ایک دن کسی مجبوری اور تکلیف کی وجہ سے آپ انکار کر کے تو دیکھیں ایسے لگے گا جیسے آپ نے تو کبھی ان کے لیے کچھ کیا ہی نہیں۔ تو وہ لوگ جو دنیا میں صرف لوگوں کی خوشی کے لیے رب کو ناراض کرتے رہے، ان کو پھر وہاں یہ حسرتیں ہوں گی۔ بالکل ذہن میں ایسے آتا ہے کہ جیل ہے اور اندر لوگ جانوروں کی طرح ٹھنسے ہوئے ہیں اور باہر سے کوئی جیلر گزرتا ہے تو اس کو دیکھ کے چیختے ہیں۔ پلیز ہمیں نکالو ہائے ہائے سَوَاۗءٌ عَلَيْنَا ، آج برابر ہیں بولو نہ بولو، صبر تو دنیا میں کرنا تھا۔ جس نے یہاں نہیں کیا اسکو وہاں کرنا پڑے گا۔ آج دنیا میں اللہ کے آگے روتے عاجزی کرتے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرتا۔ لیکن تم نے آج دنیا میں نہیں کیا تو وہاں تو کرنا پڑے گا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جہنمی جہنم میں جب دیکھیں گے کہ ہر طرف چیخ و پکار رونا دھونا پڑا ہوا ہے تو کہیں گے آؤ ہم بھی روتے ہیں۔

عبدالرحمان بن زید فرماتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے بلکہ ایک مفسر کا قول ہے، دوزخی لوگ کہیں گے کہ دیکھو یہ مسلمان اللہ کے سامنے روتے دھوتے تھے، اس وجہ سے وہ جنت میں پہنچے۔ آؤ ہم بھی اللہ

کے سامنے روئیں اور گڑ گڑائیں۔ وہاں جا کے رو رہے ہیں، یہاں نہیں روئے۔ خوب روئیں گے، پیٹیں گے چلائیں گے لیکن بے سود رہے گا۔ کوئی نوٹس ہی نہیں لے رہا ان کے رونے کا۔ پھر کہیں گے جنتیوں کے جنت میں جانے کی ایک وجہ صبر تھی، آؤ پھر ہم صبر کرتے ہیں۔ اب ایسا صبر کریں گے کہ ایسا صبر کہیں دیکھا نہیں گیا۔ بھیگی بلی بن کے جیسے بچہ پہلے روتا ہے، دیکھتا ہے کہ ماں نہیں مان رہی تو پھر چپ کر کے بیٹھ جاتا ہے کہ شائد ماں کو میری خاموشی پہ پیار آ جائے۔ لیکن یہ بھی لاحاصل رہے گا اس وقت وہ کہیں گے کہ ہائے صبر بھی بے سود اور بے قراری بھی بے نفع۔ اللہ اَکبر۔ جو کام آج کرنا تھا، کل کیا تو کیا فائدہ ہوا۔ اس لیے ایسے لوگ ایک دوسرے پہ لعن طعن کریں گے۔

ایک آیت میں پیچھے پڑھ چکے ہیں جاؤ سارے گروہوں میں چلے جاؤ جو پہلے سے جہنم میں تھے تم بھی جاؤ اور جو جائے گا وہ دوسرے گروہ کو لعن طعن کر رہا ہو گا۔ اسی طرح ایک اور جگہ آتا ہے، اے اللہ ہم نے تو اپنے بڑوں بزگوں اور پیشواؤں کی اطاعت کی تھی اُنہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پالنے والے ان کو دہرا عذاب دے اور بڑی لعنت کر۔ اسی طرح ایک جگہ آتا ہے کہ معاشرے میں لوگ جھگڑ رہے ہوں گے۔ جب ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونگے، ایک دوسرے سے قیامت کے میدان میں لڑ رہے ہونگے۔ ایسے نہیں لگ رہا جیسے ہال دوہال پڑی ہوئی ہے، رونا دھونا پڑا ہوا ہے، دنیا میں کوئی بھی غم آتا کوئی بیماری یا کوئی اور غم تو گھر کا ماحول کیسے بن جاتا ہے۔ نہ پہننے کو دل کرتا نہ کھانے کو نہ بولنے کو دل کرتا ہے۔ قیامت کے دن بھی یہ سب کچھ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد نہیں سمجھا حق کو چھوڑ کر نہ حق کے پیچھے لگے رہے اور وہاں جا کے اپنے آپ کو بہت ضائع کیا۔ اب ایسے وقت میں سب سے بڑا دھوکے باز کھڑا ہو گا؟

اگلی آیات سُننے سے پہلے اپنے آپ کو میدانِ محشر میں رکھیں۔ واقعات میں آتا ہے کہ جب لوگ میدانِ محشر میں کھڑے ہوں گے تو نیک لوگ، انبیاء کرام کو سفارش کے لیے بلائیں گے۔ اچھے لوگ اچھے لوگوں کے ساتھ ہوں گے، اوران کی پیش قدمی ان کی طرف سے نبی اور بڑے نیک لوگ کر رہے ہوں گے۔ جو گناہ گار لوگ ہوں گے ان کو لگے گا کہ ہم کس کو بڑا بنائیں۔ لہذا وہ ابلیس کے پاس جائیں گے۔ پھر ابلیس سے جاکے سفارشیں کریں گے کہ دیکھو بھائی ہم تو تیرے کہنے پہ گناہ کرتے کرتے آئیں ہیں۔ آج ہم پکڑے ہوئے ہیں ہماری مدد کرو تو اس فرمائش کو سن کر ابلیس کیا کرے گا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا "حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پورا نہ کیا میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اِس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تمہیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا اب مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو یہاں نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں، ایسے ظالموں کے لیے دردناک سزا یقینی ہے"

ابلیس کی سپیچ ہے۔ مکالمہ جو قیامت کے دن اس کی زبان پہ ہو گا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اور شیطان کہے گا، کب کہے گا؟ جب فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اس سے مراد ہے کہ جب سب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں جانے کے فیصلہ سن چکے ہوں گے۔ سب انسانوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہو گیا اب شیطان کے الفاظ یہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ اِنَّ اللہَ وَعَدَکُم لوگو دیکھو اللہ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا وَعدَ الحَقّ۔ اور وعدہ سچا تھا۔ اور اللہ نے تم سے سچے وعدے کیے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کیے تھے لیکن فَاَخلَفتُکُم پس میں نے تم سے اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کی ۔ اللہ کے وعدے کو سچا قرار دے رہا ہے اور دوسری بات کیا ہے کہ اللہ کے وعدے کے مقابلے میں اپنا وعدہ کرنے کو پیش کر رہا ہے۔ تیسری بات اقرار کر رہا ہے کہ کیے تو تھے میں نے وعدے لیکن میں نے پورے نہیں کیے۔ شیطان نے کیا وعدے کیے تھے؟ کہ گناہوں کے ساتھ جنت ہے۔ کچھ بھی کرو موج کرو مستی کرو، بار بار تھوڑی جینا ہے۔ شیطان حکم نہیں دیتا یہ نہیں کہہ رہا میں نے تمہیں حکم دیا بلکہ کیا کہہ رہا ہے وعدہ دیا اور وعدے کے لفظ میں امید ہوتی ہے۔ اور ساتھ خود ہی ڈانٹ رہا ہے کہ دیکھو میرا تم پر کوئی اختیار نہیں تھا۔

اسی طرح شیطان گناہوں کو مزین کر کے دعوت دیتا تھا۔ دوسری بات خواہشات پیدا کر کے، حرام کاموں کو خوبصورت بنا کے دعوت دیتا تھا۔ ایسے ہی دل میں وسوسے ڈال کے کہ دیکھا اس نے تمہاری دعوت قبول نہیں کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے شیطان ہمارے مقابلے میں کتنا بے بس ہے۔ اِلَّآ اَنۡ دَعَوۡتُكُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِىۡ سوائے اس کے کہ میں نے تم کو دعوت دی اور تم میری دعوت کو قبول کر لیا۔ تمہیں شوق ہی بہت تھا دعوت قبول کرنے کا اور خاص طور پہ شیطانی دعوت۔ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِىۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ بس اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ اللہ کے سارے حکم تمہارے

سامنے تھے۔ اس کے راستے تم پر کھلے تھے۔ اسکی روگردانی کر کے تم لوگوں نے اپنی مرضی سے میرے راستے کو منتخب کیا۔ میں تمہیں زبردستی کھینچ کر تو نہیں لیکے آیا۔ بس آج مجھے نہ کوسو۔ خود کو لعن طعن کرو۔ آج میں تمہاری فریادرسی نہیں کر سکتا۔ لفظ بِمُصْرِخِيَّ ص، ر، ح، صرخ چیخ کو کہتے ہیں۔ اور آج تمہاری فریاد سننے والا کوئی نہیں۔ یعنی جو آج تمہارے ساتھ ہو رہا اس سے بھی زیادہ میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ بلاشبہ میں انکار کرتا ہوں اسکا جو اس سے پہلے تم مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے۔ ساری زندگی ہم شیطان کی آس میں گناہ کرتے رہے کہ اس کو پکڑائیں گے۔ وہ ایک جملے میں کہہ رہا ہے تم نے میرے کہنے پہ جو بھی غلط کام کیا میں آج اس کا انکار کرتا ہوں تم نے اللہ کی باتیں چھوڑ کر میری مانی آج میں اسکا انکار کرتا ہوں۔ جو کچھ تھا غلط تھا۔ تم لوگوں کو اللہ کے احکام ماننے چاہیے تھے۔ تم میری باتوں پہ چل پڑے۔ تم نے اللہ کی باتوں کو پسِ پشت ڈال دیا۔ کوئی بات نہیں لیکن ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

کیا برا انجام ہے ان لوگوں کا جو ابلیس کے پیچھے چلے اور ابلیس کی باتوں کو مانا۔ اس کے بارے میں روایت بھی ہیں۔ جو طوطا چشمی اس دن شیطان کرے گا وہ کوئی نہیں کر سکتا۔ زندگی بھر سبز باغ دکھاتا رہا۔ ابنِ حاتم کی روایت سن لیجئے۔ اللہ کے نبی نے فرمایا! جب اگلے پچھلوں کو اللہ تعالیٰ جمع کرے گا، مراد قیامت کا دن ہے اور فیصلے کر دے گا اور فیصلوں کے وقت عام گھبراہٹ ہو گی۔ مومن کہیں گے ہمارے فیصلے ہو رہے ہیں، اب ہماری سفارش کے لیے کون کھڑا ہو گا پس حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراھیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے نہیں نہیں نبی اُمی کے پاس جاؤ۔ اب وہ میرے پاس آئیں گے۔ یعنی نبیؐ کے پاس پھر اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے کھڑا ہونے کی اجازت دیگا۔

اس وقت میری مجلس سے پاکیزہ ترین اور عمدہ خوشبو پھیلے گی۔ اس سے بہتر خوشبو اور عمدہ خوشبو کبھی کسی نے نہ سونگھی ہو گی۔ تصور کریں کہ نبیؐ تو مدینے کی گلیوں میں جہاں سے گزر جاتے تھے وہاں خوشبو آتی تھی۔ لوگ اللہ کے نبی کو کیسے پہچانتے تھے، کہتے ہیں کہ ہم نبیؐ کو خوشبو سے پہچانتے تھے کہ نبی ادھر سے گزر کے ادھر گئے ہیں، تو لوگ اس خوشبو کے پیچھے جاتے تو آپؐ کو پا لیتے۔ تو وہاں کیا خوشبو ہو گی۔ کہتے ہیں کہ میں چل کر رب العٰلمین کے پاس آؤں گا۔ میرے سر کے بالوں سے لیکر میرے پاؤں کے انگوٹھے تک نورانی ہو جائیں گے۔ اب میں سفارش کروں گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ کی سفارش نہیں ہے خود اللہ کے نبی نے کہہ دیا میں سفارش کروں گا اور جنابِ حق تبارک و تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں گے۔ یہ جو حساب ہو رہا ہے اس میں آسانی کی سفارش ہو گی۔

یہ دیکھ کر کافر لوگ کہیں گے چلو بھائی ہم بھی کسی کو سفارشی بنا کر چلیں اور اس کے لیے سوائے ابلیس کے ہے ہی کون۔ کیونکہ کہ اسی نے ہم کو بہکایا تھا۔ چلو جا کہ اسی کے سامنے عرضی پیش کرتے ہیں، ابلیس کے پاس آئیں گے اور اُس سے کہیں گے کہ مومنوں نے تو شفیع پالیا۔ اب تو ہماری طرف سے شفیع بن جا، اس لیے کہ ہمیں گمراہ بھی تو تو نے کیا ہے۔ یہ سن کر ملعون کھڑا ہو گا۔ اس کی مجلس سے ایسی گندگی کی بدبو پھیلے گی کہ اس سے پہلے کسی ناک میں ایسی بدبو نہ پہنچی ہو گی۔ پھر وہ بات کہے گا جو ابھی اس آیت میں گزری۔ دیکھیں کہ کون کس کے پیچھے چلتا ہے وہ اسی کے ساتھ جائے گا۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ جب جہنمی اپنا صبر اور بے صبری یکساں بتلائیں گے، اسوقت ابلیس ان سے یہ کہے گا اسوقت تو اپنی جانوں سے بھی بیزار ہو جائیں گے۔ نِدا آئے گی کہ اللہ کی تم سے بیزاری اس وقت اس سے بھی زیادہ تھی جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا، اور تم کفر کرتے تھے۔

قرآن میں ایک جگہ اور پڑھیں گے کہ آج جہنمی اپنی جان سے بیزار ہیں تو کہا کہ جب اللہ تمہیں اچھے کاموں کی طرف بلاتا تھا تم نہیں آتے تھے تو اللہ کو بھی تم پہ ایسے ہی غصہ آتا تھا۔عامر شعبی کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کے سامنے دو شخص خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوں گے ایک حضرت عیسیٰ بن مریم۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تونے لوگوں کو کہا تھا کے مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔سورۃ مائدہ کی آخری آیتیں یاد کرلیں، اور دوسرا ابلیس کھڑا ہو گا۔یہ کلام جو ادھر ہے وہ وہاں ہو گا۔اللہ سبحانہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو ان کے ساتھ ہو رہا ہے جن کی زندگیاں باطل پہ تھی۔اب اس کے برعکس نیک لوگوں کا انجام آیت نمبر 23

وَاُدۡخِلَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ؕ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے وہ بہشتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ان میں رہیں گے۔وہاں ان کی صاحب سلامت سلام ہو گا ﴿۲۳﴾

یہ ہے اصل میں خوبصورت انجام۔ساری زندگی مومن سلامتیوں کا پیغام دیتا ہے۔سلام، سلام۔تو وہاں بھی سلام۔جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔تحیہ کہتے ہیں وقتِ ملاقات پر سلام۔پھر فرشتوں کا سلام اور پھر اللہ کا سلام۔لیکن جو لوگ دنیا میں سلام کے عادی نہیں وہ کیسے کہیں گے۔تو یاد رکھیے سلام کرنا اسلام کا کلچر ہے۔لیکن افسوس آج ہم اس کلچر سے شرمندہ ہیں۔ ہمیں شرم آتی ہے کسی کو سلام کرتے ہوئے۔لوگ کہیں گے یہ مولوی لگ رہا ہے۔حدیث میں آتا ہے آپس میں سلام کو عام کرو۔آج کہتے ہیں سلام کیا تو پتہ چل جائے گا کہ ہم مسلمان ہیں۔ہم خوف

کھا جاتے ہیں۔ ایسے نہیں لگتا کہ جنت میں جانے کے سارے نسخے ہم نے پھینک دیے۔ اور پھر کہتے ہیں جانا تو جنت میں ہی ہے۔ بچپن سے بچوں کو سلام کی عادت ڈالیں وہ جواب نہیں دیتے، آپ ان کی طرف سے جواب دیں۔ اور شائد سلامتی کی دعا سے بچہ شیطان سے دور رہے۔ جنت میں کوئی حسد نہیں کرے گا کیوں کہ جنتیوں کے دلوں کو صاف کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہاں لے جائے۔ جب ہم وہاں جائیں تو وہاں کی پھر ساری بہاریں اور خیر پالیں جس کی یہاں بات ہے۔

ساری باتیں پڑھتے ہوئے اپنا آپ میدانِ محشر میں محسوس ہوا۔ ایسے لگتا ہے سکرین پہ منظر چل رہے ہیں۔ ایک گزرتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے۔ آج آپ کسی کی بھی زبان سے یہ بات سنیں ارے کچھ نہیں ہوتا، اللہ معاف کرے گا۔ آپ سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا نہیں یہ شیطان کا جملہ سکھایا ہوا ہے۔ گناہوں کے ساتھ اللہ غفورالرحیم نہیں ہے۔ گناہوں پہ توبہ کے ساتھ غفور غفورالرحیم ہے۔ لہذا شیطان مختلف انسانوں کے روپ میں آتا ہے۔ خواہشات پیدا کرتا ہے گناہوں کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔ تو لہذا ایسی ساری چیزوں کو سنتے وقت ہمیں اپنی فکر کرنی ہے کے کیا ہم اس جنت میں جائیں گے۔ ان سب باتوں کو سُن کے ایسے لگا کہ کوئی بہت خوف کھا رہا تھا، کوئی اُس کے پیچھے لگا ہے اور اچانک کوئی تحفظ کے لئے اپنا دروازہ کھول دے۔ جب وہ جنت کے قریب جائیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے تو وہاں دروازے پہ ایک بڑا خوبصورت شخص کھڑا ہے اور کہتا ہے سلام سلام آجاؤ اندر۔ اللہ ہمیں اس سلام کی قدر نصیب کرے (آمین)